دارالافتاء — تلخیص وترتیب واضافہ:

مولانا عزیز زبیدی ـــــــــــ مولانا محمد ادریس کیلانی

گذشتہ سے پیوستہ

خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اب ہم کتاب وسنت کی روشنی میں یہ جائزہ لیں گے کہ کیا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور تھے اور اس بناء پر آپؐ کا سایہ نہیں تھا یا کتاب وسنت اس عقیدۂ باطلہ کی تردید کرتے ہوئے آپؐ کو خیر البشر کے مقام عظمیٰ وارفع پر فائز کرتے ہیں؟ لیکن اس سے قبل ہم یہ وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم درحقیقت اس سلسلہ کی طول طویل بحثوں سے گریز چاہتے ہیں۔ آج دُنیا جس مقام پر پہنچ چکی ہے، اسے کتاب وسنت کے اس پیغام کی کہیں زیادہ ضرورت ہے جو انسانیت کو تباہی کے راستوں سے ہٹا کر امن وسلامتی کی راہوں پر گامزن کرنے میں ممد ومعاون ہو سکتا ہے۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ ان مباحث سے ایک تو ہمیں وہ راہنمائی میسر نہیں آ رہی جو کہ وقت کا شدید ترین تقاضا ہے اور دوسرے یہ مباحث مسلمانوں کو اپنے اصل مقصد سے بھی دُور لے جا رہے ہیں ـــــ تاہم عقائد کے سلسلہ میں اس چیز سے بالکل بھی صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا بالخصوص جبکہ اسلام کے کچھ نادان دوستوں نے بشر، نور، علم غیب اور حاضر ناظر کے مسائل کو اس قدر ہوا دی ہے کہ جو شخص ان مسائل میں ان کا ہم خیال و ہم عقیدہ نہیں اس کو وہ گردن زدنی تصور کرتے اور گستاخِ رسول کے نام سے یاد کرتے ہیں ؏ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ خود اس پیغام سے کوسوں دُور ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انسانیت کو دیا تھا اور جس کی بناء پر دُنیا کفر وشرک کے ہولناک ویرانوں میں سے نکل کر ایک نئی روشنی سے واقف و آشنا ہوئی تھی!

اعتراض:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور ہونے اور آپؐ کا سایہ نہ ہونے پر قرآن مجید کی

اس آیت سے بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ:

"قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" (المائدہ: ۱۵)

"مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ آپؐ نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا"

جواب:

"نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" میں جو واؤ ہے اس میں اختلاف ہے کہ یہ عطفِ مغایرت ہے یا عطفِ تفسیری۔ پہلی صورت میں نور سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی مراد ہو گی اور دوسری صورت میں اس سے مراد خود قرآنِ کریم ہو گا۔ اور اسی کو بعض مفسرین نے ترجیح دی ہے۔ علاوہ ازیں اگر آیات کے سیاق و سباق اور اس بارے میں نور سے متعلقہ دیگر آیات دیکھی جائیں تو ان سے بھی اسی بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہاں نور سے مراد قرآن مجید ہے۔ مثلاً اسی آیت کے شروع میں "يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا" (یعنی "اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسولؐ آیا ہے") کے الفاظ وارد ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک ہی آیت میں اب دوبارہ "قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" سے مراد کتاب اللہ ہی ہو سکتی ہے نہ کہ آپؐ کی ذاتِ مبارک۔ کیونکہ آپؐ کا ذکر مبارک تو شروع آیت میں ہو چکا: "قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا"!

علاوہ ازیں اس سے اگلی آیت کے الفاظ یوں ہیں:

"يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ" (المائدہ ۱۶)

کہ "اللہ تعالیٰ اس سے ہر اس شخص کو ہدایت دیتا ہے جو اس کی رضامندی کی پیروی کرے"!

اس آیت میں "بِهٖ" ضمیر مفرد لائی گئی ہے اگر نور اور کتابِ مبین دو الگ الگ چیزیں ہوتیں یعنی "نور" سے مراد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوتے تو آپؐ اور "کتابِ مبین" دونوں کے لیے مفرد کی بجائے ضمیر تثنیہ لائی جاتی۔ یعنی "بِهٖ" کی بجائے "بِهِمَا" فرمایا جاتا، لیکن ایسا نہیں ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ "نور" سے مراد یہاں "کتابِ مبین" ہی ہے۔

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر حضورؐ کا اور قرآنِ کریم کا ذکر اس طرح فرمایا ہے:

"وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" (اعراف ۱۵۷)

"جن لوگوں نے اس نور کی اتباع کی جو آپؐ کے ساتھ نازل کیا گیا، یہی لوگ

فلاح پانے والے ہیں!"

اس آیت کے بھی شروع میں پہلے حضورؐ کا ذکر بایں الفاظ آگیا ہے:

"اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ" الآية (ایضاً)

اور پھر آخر آیت میں قرآن کریم کا ذکر لفظِ "نور" کے ساتھ کیا گیا ہے جو آپ پر اتارا گیا۔ — بالکل اسی طرح جس طرح زیرِ بحث آیت میں پہلے "قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا" کے الفاظ آتے ہیں اور پھر آخر میں "قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" کے الفاظ وارد ہیں — لہٰذا ان قرآئن سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس آیت میں جس "نور" کا ذکر ہے اس سے مراد قرآن کریم ہی ہے! چنانچہ قرآن مجید کو "نور" کے لفظ سے اور بھی کئی جگہ تعبیر کیا گیا ہے، مثلاً:

"يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا" (النساء: ۱۷۴)

کہ "اے لوگو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے برہان آئی اور ہم نے تمہاری طرف "نور مبین" یعنی قرآن مجید اتارا!"

اسی طرح سورۃ تغابن پ ۲۸ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْۤ اَنْزَلْنَا!" (آیت ۸)

کہ "اللہ پر ایمان لاؤ، اور اس کے رسولؐ پر اور اس "نور" (قرآن مجید) پر جو ہم نے اتارا!"

غور فرمائیے، ان دونوں آیات میں قرآن مجید ہی کو لفظِ نور سے تعبیر فرمایا گیا ہے، بلکہ دُوسری آیت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور نور (قرآنِ مجید) کا ذکر الگ الگ بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ "زیرِ بحث آیت میں بھی "قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ" سے مراد قرآن مجید ہی ہے۔"

یہ بھی یاد رکھیے کہ مذکورہ بالا ایک آیت ہی میں یہ احتمال ہے کہ یہاں "نور" سے مراد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی بھی ہو سکتی ہے۔ کسی دوسری آیت میں آپؐ کو "نور" نہیں کہا گیا۔ لیکن یہاں بھی بقول مفسرین اس سے قرآن مجید بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔ تو آیت میں دو معنی کا احتمال پیدا ہو گیا جبکہ اصول یہ ہے:

"إِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ"

کہ "جب احتمال پیدا ہو جائے تو استدلال باطل ہو جایا کرتا ہے"!

دیکھیے تفسیر جامع البیان تحت آیت مذکورہ:

"قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللهِ نُوْرٌ - أَيْ قُرْاٰنٌ أَوْ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ"!

بعض ائمہ نے یہ معنی بھی کیے ہیں:

"بِعِنَايَةِ الْأَزَلِ وَصَلْتُمْ إِلٰى نُوْرِ الْكِتَابِ، وَنُوْرِ التَّوْحِيْدِ"!

"یعنی اس سے نورِ کتاب اور نورِ توحید مراد ہے" (تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن، تفسیر آیت مذکور ص۳۱۱)

نورِ نبوت وہدایت:

اگر آیت "قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللهِ نُوْرٌ" سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہی مراد لی جائے، تو بھی اس سے "نورِ نبوت" اور "نورِ ہدایت" مراد ہوگا، نہ کہ وہ نور جس کی بریلوی دوستوں نے رٹ لگا رکھی ہے۔ چنانچہ علامہ زرقانی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نور ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاملہ نبوت اپنی آن بان کے ساتھ وضوح کے درجۂ کمال پر ہے (کہ) مومنین اور عارفین کے قلوب کو اپنی شریعتِ غرا کے ذریعے خوب مجلی اور منور کر دیا ہے۔ اس لیے آپؐ کو "نور" "ہادی" اور "سراج منیر" کہا گیا ہے"!

اپنوں کی گواہی:

۱۔ مفتی احمد یار صاحب بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کے نور ہونے کے "یہ معنی ہیں کہ،

(ا) حضورؐ خدا کے نور کا ٹکڑا ہیں۔

(ب) نہ یہ کہ رب کا نور حضورؐ کے نور کا مادہ ہے۔

(ج) نہ یہ کہ حضورؐ خدا کی طرح ازلی، ابدی، ذاتی نور ہیں۔

(د) نہ یہ کہ رب تعالیٰ حضورؐ میں سرایت کر گیا ہے تاکہ کفر اور شرک لازم آئے۔

آپ ایسے ہی نور ہیں جیسے اسلام اور قرآن نور ہیں"! (رسالہ نور ص۳ مصنفہ مولانا احمد یار خاں صاحب)

۲۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ترجمۂ قرآن مجید "کنز الایمان" اور مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی کا حاشیہ "خزائن العرفان" بھی ملاحظہ فرما لیجئے:

"قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ (پ ۶ مائدہ ۱۵)

"بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔" (کنز الایمان)

"سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا، کیونکہ آپؐ سے تاریکیٔ کفر دُور ہوئی اور راہِ حق واضح ہوئی!" (خزائن العرفان) ——— (خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیے)

۳۔ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا! کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

"اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا ہے اور چمکا دینے والا نور ہے۔" (کنز الایمان)

اور حاشیہ پڑھیے:

"در حقیقت ہزاروں آفتابوں سے زیادہ روشنی آپؐ کے نورِ نبوت نے پہنچائی اور کفر و شرک کے ظلماتِ شدیدہ کو اپنے نورِ حقیقت افروز سے دُور کر دیا اور خلق کے لیے معرفتِ الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن اور واضح کر دیں اور ضلالت کی تاریک وادیوں میں راہ گم کرنے والوں کو اپنے نورِ ہدایت سے راہ یاب فرمایا اور اپنے نورِ نبوت سے ضمائر اور قلوب و ارواح کو منور کیا۔" (خزائن العرفان)

اس اقتباس کو بغور پڑھیے، کیا اس میں ہمارے مذکورہ بالا عقیدہ کی مکمل تائید نہیں کہ آیۂ زیرِ بحث میں اگر "نور" سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ہی مراد لی جائے تو بھی اس سے "نورِ نبوت" اور "نورِ ہدایت" مراد ہوگا؟

اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ!

ایک موضوع حدیث:

بریلوی علماء، عوام الناس کو مغالطہ دینے کے لیے حضورؐ کے نور ہونے کے سلسلہ میں اکثر ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ:

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ!"

لیکن آج تک کسی نے اس کی سند بیان نہیں کی اور نہ بیان کر سکتا ہے۔ لہٰذا حدیث معلق بلا سند، استدلال اور احتجاج کے قابل نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ اقسام مردود میں سے ہے (دیکھئے نخبۃ الفکر)

اسی طرح راویانِ مجہول سے مروی حدیث بھی لائقِ تسلیم نہیں ہوتی۔ اس صورت میں حدیث مذکور کا متصل، مرفوع اور صحیح ہونا جب تک ثابت نہ ہو، قابلِ توجہ نہیں ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی سیرۃ النبی جلد ۳ ص ۶۳۵ میں اس حدیث کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

"اس کی روایت عام طور سے زبانوں پر جاری ہے۔ مگر اس روایت کا پتہ احادیث کے دفتر میں مجھے نہیں ملا۔ البتہ ایک روایت مصنف عبدالرزاق میں ہے:

"یَاجَابِرُ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرُ نَبِیِّكَ مِنْ نُوْرِہٖ"؛

زرقانی وغیرہ نے اس روایت کو نقل کیا ہے مگر افسوس ہے کہ اس کی سند نہیں لکھی؛"

گویا یہ حدیث بھی بغیر سند کے ہے۔ مزید یہ کہ یہ روایت بھی مصنف عبدالرزاق کی ہے جو کہ تیسرے طبقہ کی کتاب ہے۔ اور اس تیسرے طبقہ کی کتابوں کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ یوں رقمطراز ہیں:

"والتزام صحت نمودہ درکتب آنہا در شہرت و قبول در مرتبہ طبقہ اول و دوم نہ رسیدہ ہر چند مصنفین آں کتب موصوف بودند بتبحر در علم حدیث و وثوق و عدالت و ضبط و احادیث صحیح و حسن و ضعیف بلکہ متہم بالوضع نیز دراں کتب یافتہ میشود۔ و در رجال آں کتب بعضے موصوف بعدالت اند و بعضے مستور و بعضے مجہول و اکثر آن احادیث معمول بہ نزد فقہاء نہ شدہ اند بلکہ اجماع بر خلاف آنہا منعقد گشتہ ..... اسماء آں کتب ایں است۔ مسند شافعی، سنن ابن ماجہ، مسند دارمی، مسند ابی یعلیٰ، مصنف عبدالرزاق، ابوبکر بن ابی شیبہ الخ" (عجالہ نافعہ ص ۷)

کہ "اصل میں (ان کی) صحت کا التزام انہوں نے نہیں کیا اور جو شہرت اور مقبولیت طبقہ اول اور دوم کو حاصل ہوئی وہ ان (تیسرے طبقہ کی) کتابوں کو نہ ہوئی۔ اگرچہ ان کتابوں کے مصنفین (بذاتِ خود) علوم حدیث، وثوق اور عدالت و ضبط میں متبحر تھے، لیکن احادیث صحیح، حسن، ضعیف بلکہ موضوع تک ان کتابوں میں پائی جاتی ہیں ــــ اور ان کے راوی بعض ثقہ ہیں، بعض غیر معروف اور مجہول ہیں، اور (اسی لیے) ان کتابوں کی اکثر احادیث ائمہ فقہاء کے نزدیک معمول بہ نہیں ہیں بلکہ ان کے ترک کرنے پر اجماع منعقد ہوا ہے ..... ان کے نام یہ ہیں مسند شافعی، ابن ماجہ، دارمی، مسند ابو یعلیٰ موصلی، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ الخ"

یہ ہے وہ مصنف عبدالرزاق جس سے یہ حدیث نقل کی جاتی ہے۔ یعنی اس کتاب میں موضوع احادیث تک موجود ہیں۔ اب اس حدیث کی سند کا حال دیکھے بغیر کوئی کیسے اسے باور کر لے؟

علاوہ ازیں اس حدیث پر ایک اور پہلو سے بھی گفتگو ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ اگر بفرض محال اس حدیث کو قابلِ توجہ بھی سمجھ لیا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ سارا جہان ہی نور ہے اور اس میں کسی کی خصوصیت نہیں ہے کیونکہ اس حدیث کا پورا مضمون یہ ہے کہ:

"سب سے اول حضورؐ کا نور پیدا ہوا اور پھر حضورؐ کے نور سے قلم، لوح، عرشِ الٰہی، حاملینِ عرش، کرسی، باقی فرشتے، آسمان زمین سب کچھ پیدا ہوا۔"

بس اس نور سے اگر کوئی چیز مستثنیٰ ہے تو وہ صرف بدنصیب انسان ہے، جس کی پیدائش کو حق تعالیٰ نے اپنی تخلیق کا شاہکار بتایا ہے ——— جس خاک سے بشر کا پتلا بنا تھا، وہ تو نور ہے مگر وہ بشر جو اس مٹی سے بنا وہ خاکی کا خاکی ہی رہا۔ بہت خوب!

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ:

" اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمُ " (جامع ترمذی کتاب القدر)

لیکن اس بے سند حدیث میں قلم کو بھی آپؐ کے نور سے پیدا کیا جا رہا ہے۔ فیا للعجب!

مسئلہ کا دوسرا پہلو:

اب تک جو کچھ تحریر کیا گیا ہے، اس کا تعلق مسئلہ کے اس پہلو سے تھا کہ "حضورؐ نور تھے اور آپؐ کا سایہ نہیں تھا" لیکن اب ہم مسئلہ کے دوسرے پہلو پر بھی کہ "آپؐ بشر تھے" آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی، اقوال ائمہ کرام اور بالخصوص مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات سے روشنی ڈالنا چاہتے ہیں تاکہ مسئلہ کے دونوں پہلو واضح ہو جائیں اور کسی قسم کا الجھاؤ باقی نہ رہے۔ وباللہ التوفیق!

بشر، آدمی اور انسان سب ہی مترادف اور ہم معنی الفاظ ہیں جبکہ "رجل" ان کی ایک صفت "مذکر" کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے کہ ہم نے پہلے جتنے انبیاءؑ مبعوث فرمائے ہیں، سب مرد (رجل)، ہی تھے، جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔

" وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ " (پ ۱۷۔ الانبیاء ۷)

کہ "اے نبیؐ، ہم نے آپ سے پہلے آدمی ہی رسول بنا کر بھیجے ہیں، جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے!"

تمام انبیاءؑ کا اعلانِ بشریت:

چنانچہ تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنی بشریت کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:

"قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" (پ۱۳ ابراھیم ۱۱)

کہ "سب رسولوں نے اعلان فرمایا کہ ہم تو تمہاری طرح کے بشر ہی ہیں!"

حضرت ابراہیمؑ کی دعا:

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق، حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے جو دعا کی، اس کے الفاظ قابلِ غور ہیں:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ" الآية (پ۱ البقرہ ۱۲۹)

کہ "اے ہمارے رب، ان لوگوں میں، انہی میں سے ایک رسولؐ مبعوث فرما!"

"مِنْهُمْ" (انہی میں سے) کا لفظ شدید غور و فکر کا متقاضی ہے، یعنی مکہ کے رہنے والوں میں سے، آلِ ابراہیمؑ سے! اب ایک معمولی عقل و ذہن کا مالک بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ مکہ میں خاکی انسان بستے تھے یا فرشتے یا کوئی نوری مخلوق؟ اگر مکہ والے بشر تھے اور رسولؐ اللہ نور تھے تو "منہم" کا مطلب کیا ہوا؟

مستجاب الدعوات کا اعلان:

چنانچہ یہ دعا، مستجاب بھی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مزید واضح الفاظ میں اعلان فرمایا:

"لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ" الآية (پ۴ آل عمران ۱۶۴)

کہ "اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسانِ عظیم فرمایا ہے کہ ان میں ایک رسولؐ انہی کی جانوں میں سے مبعوث فرمایا ہے!"

آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعلان:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے:

"قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ!" پ۱۶ کہف ۱۱۰ و پ۲۴ حم السجدۃ ۶)

کہ "(اے نبیؐ، آپ اعلان) فرما دیجیے، میں تمہاری مثل ایک بشر ہوں، مجھ پر وحی آتی ہے۔"

"قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا!" (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۹۳)

"(نیز آپ یہ بھی) فرما دیجیے کہ ..... میں تو صرف بشر رسول ہوں!"

بشریت رسولؐ پر تعجب کی وجہ:

انبیاءؑ کی بشریت کے تصور سے کفار کے بدکنے کی وجہ یہ تھی کہ انسان اور بشر ان فطری کمزوریوں سے داغدار ہوتا ہے جو ایک حادث شے کا خاصہ ہو سکتی ہیں۔ مثلاً کھانا، پینا، سونا، جاگنا، چلنا، پھرنا، تعلقاتِ زن و شو وغیرہ ـــــ گویا جن کو اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق ہو، ان کو ان چیزوں سے منزہ ہونا چاہیے۔ چنانچہ کفار کہتے تھے:

"مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ" (الفرقان ۷)

"کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھاتا پیتا اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے؟"

نیز یہ کہ:

"مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ!"

(پ ۱۸ المؤمنون: ۳۳، ۳۴)

"(وہ ایک دوسرے سے کہا کرتے) یہ رسول تو تمہارے جیسا بشر ہے، وہی کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو اور وہی پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔ اگر تم نے اپنے جیسے بشر کی پیروی کی تو تم تو مارے گئے!"

حق تعالیٰ کا جواب: (ا) بشریت رسول پر تعجب کیوں؟

"اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ!" (یونس ۲)

"لوگوں کو اس بات پر تعجب کیوں ہے کہ ہم نے انہی میں سے ایک مرد کی طرف وحی نازل فرمائی؟"

(ب) یہ باتیں تو تمام انبیاء و رسل میں پائی جاتی تھیں:

"وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ

الطَّعَامَ وَیَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ !" (الفرقان ۲۰)

کہ "اے نبیؐ، (ان کی باتوں سے دل میں ملال نہ لائیے) ہم نے آپ سے قبل جتنے بھی رسول بھیجے ہیں، وہ سبھی کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے!"

یعنی یہ باتیں مانع رسالت نہیں ہیں!

(ج) **لوگوں کو انبیاءؑ و رسل پر ایمان لانے سے انہی غلط فہمیوں نے باز رکھا تھا:**

"وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤى اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا - !" (پ ۱۵ بنی اسرائیل: ۹۴)

کہ "لوگوں نے، جب ان کے پاس ہدایت آئی، اسے قبول کرنے سے صرف اس بناء پر انکار کر دیا کہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کو رسول بنا کر کیوں بھیجا ہے"

یعنی کفار کا خیال یہ تھا کہ رسالت کے لیے کوئی نورانی مخلوق ہی موزوں ہو سکتی ہے جو بشری عیوب اور کمزوریوں سے منزہ ہو ــــ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا !" (پ ۱۵، بنی اسرائیل ۹۵)

"(اے نبیؐ!) آپ (یہ) فرما (کر ان کی اس غلط فہمی کو دور کر) دیجیے کہ اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے اور مطمئن ہو کر چلتے پھرتے تو ہم یقیناً ان کی طرف (بھی) فرشتہ ہی کو رسول بنا کر بھیجتے (لیکن چونکہ زمین پر انسان آباد ہیں، لہٰذا ان کی طرف بشر ہی کو رسول بنا کر بھیجا گیا ہے!)"

امام خازن حنفی اپنی تفسیر خازن میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"وَالْمَعْنٰى اَنَّ عَادَةَ اللّٰهِ جَارِیَةٌ مِّنْ اَوَّلِ مَبْدَاِ الْخَلْقِ اَنَّهٗ لَمْ یَبْعَثْ اِلَّا رَسُوْلًا مِّنَ الْبَشَرِ فَهٰذَا عَادَةٌ مُّسْتَمِرَّةٌ وَّسُنَّةٌ جَارِیَةٌ قَدِیْمَةٌ"

کہ "اس کے معنی یہ ہیں کہ ابتدائے آفرینش سے سنت اللہ یہی رہی ہے کہ بشر کے بغیر کبھی رسول نہیں بھیجا گیا ۔ یہ خدا کی دائمی عادت اور دیرینہ سنت جاریہ ہے!"

احادیث میں بشریت کا ذکر: ۱۔ کھجوروں کو پیوند لگانے والی مشہور حدیث میں آپؐ نے فرمایا:

"اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ!" (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص۲۸)

"میں تو تمہاری طرح ایک بشر ہوں!"

۲۔ حجۃ الوداع کے مشہور خطبہ کے دوران آپؐ نے فرمایا:

"اَمَّا بَعْدُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ اَنْ يَّاْتِيَنِىْ رَسُولُ رَبِّىْ" الحديث (مسلم بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص۵۶۸)

۳۔ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں ارشاد ہوا:

"اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّاِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَىَّ" الحدیث (بخاری ومسلم بحوالہ مشکوٰۃ شریف)

"تم میرے پاس اپنے جھگڑے لے کر آتے ہو اور میں ایک بشر ہوں!"

۴۔ سجدۂ سہو کی مشہور حدیث میں فرمایا:

"اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ" (بخاری شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص۹۲)

"میں ایک بشر ہوں اور میں نے اپنے رب سے شرط کر لی ہے۔"

۶۔ ایک اور حدیث میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"اِنَّ مُحَمَّدًا بَشَرٌ يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ" (مسلم)

"محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ایک بشر ہیں، جیسے بشر غصے میں ہوتا ہے ویسے آپؐ بھی ہوتے ہیں!"

۷۔ حضرت عائشہؓ ہی فرماتی ہیں:

"وَكَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ" (شمائل ترمذی)

"حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشروں میں سے ایک بشر تھے۔"

اب بریلوی دوستوں کو چاہیے کہ وہ بشر کے معنی ہی بدل دیں کہ اس کے بغیر ان کے لیے کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔

بزرگوں کے اقوال:

اب آپ اس مسئلہ پر بزرگوں کے اقوال ملاحظہ فرمائیے، اس کے بعد فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے:

۱۔ امام ابن ہمام حنفی مسامرہ میں لکھتے ہیں:

"اِنَّ النَّبِیَّ اِنسَانٌ" (مسامرہ ص۱۹۸)

کہ "نبی یقیناً انسان ہے!" (لیجئے، بشر کے معانی تبدیل کرنے کی گنجائش بھی ختم ہوئی)

۲۔ شرح عقائد نسفی میں ہے:

"قَدْ اَرْسَلَ اللّٰہُ رُسُلاً مِّنَ الْبَشَرِ اِلَی الْبَشَرِ!"

"بے شک اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے ہی انسانوں کی طرف رسول بھیجے!"

۳۔ پیر سید علی بن محمد جرجانی لکھتے ہیں:

"اَلرَّسُوْلُ اِنْسَانٌ بَعَثَہُ اللّٰہُ اِلَی الْخَلْقِ لِتَبْلِیْغِ الْاَحْکَامِ!" (شرح عقائد ص۲۹)

کہ "رسول انسان ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ تبلیغِ احکام کے لیے مخلوق کی طرف مبعوث فرماتا ہے!"

۴۔ اس کے حاشیہ پر لکھا ہے:

"وَتَقْیِیْدُہٗ بِالْاِنْسَانِ لِاَنَّ الرَّسُوْلَ لَا یَکُوْنُ اِلَّا بَشَرًا!"

(حاشیہ شرح عقائد ص۲۹)

"انسان ہونے کی قید اس لیے ہے کہ رسول بشر ہی ہوتا ہے۔"

۵۔ امام غزالی فرماتے ہیں:

"بہ برہان وعقل وتجربہ معلوم شد کہ ایں بہ پیغمبراں مخصوص نیست چہ پیغمبر ہم آدمی است قل انما انا بشر مثلکم دلیل اوست!" (کیمیائے سعادت امام غزالی)

کہ "عقل و تجربہ اور برہان سے یہ معلوم ہو گیا کہ یہ انبیاءؑ کے ساتھ خاص نہیں ہے کیونکہ پیغمبر بھی آدمی ہے اور قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اس کی دلیل ہے!"

۶۔ علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی فرماتے ہیں:

"بشریت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام از قول سید ولد آدم ثابت و دلیل آں قولہ تعالیٰ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ!" (فتاویٰ جلد دوم)

۷۔ قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفاء میں ایک عنوان پیغمبر کی بشریت ثابت کرنے کے لیے قائم کیا ہے۔ دلائل قرآنیہ کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

"فَمُحَمَّدٌ وَّسَائِرُ الْاَنْبِیَاءِ مِنَ الْبَشَرِ اُرْسِلُوْا اِلَی الْبَشَرِ" (القسم الثالث)

کہ "محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور باقی سب انبیاء بشر ہیں اور بشر کے لیے ہی رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔" (ملاحظہ ہو تکمیل الایمان شیخ عبد الحق ص ۳۷)

۸۔ صاحب قصیدہ بردہ امام شرف الدین بوصیری قصیدہ بردہ میں لکھتے ہیں :

"فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ أَنَّهُ بَشَرٌ - وَأَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ -"

کہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ہمارے علم کی انتہا یہ ہے کہ آپ بشر اور تمام مخلوق سے بہتر ہیں !"

بشریت پر ایمان :

۹۔ امام شیخ ولی الدین ابن العراقی سے کسی نے پوچھا کہ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت پر ایمان رکھنا ایمان کے لیے شرط ہے ؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں ضروری ہے :

" فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِهِ لِتَكْذِيبِهِ الْقُرْآنَ وَجَحْدِ مَا تَلَقَّتْهُ قُرُونُ الْإِسْلَامِ خَلَفًا عَنْ سَلَفٍ "۔ (مواھب لدنیہ مقصد سادس ، نوع ثالث ص ۵۳ ج ۲)

کہ " ایسے شخص کے کفر میں کوئی شک نہیں ، کیونکہ اس نے قرآن کی تکذیب کی اور ایک ایسی ٹھوس حقیقت کا انکار کیا جسکو پہلوں سے پچھلوں تک تمام قرونِ اسلامیہ نے تسلیم کیا۔"

۱۰۔ امام بزازی حنفی لکھتے ہیں :

لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ ! (فتاویٰ بزازیہ ص ۳۲۱ ج ۶)

" ..... کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں !"

۱۱۔ کتاب فصول عمادیہ میں ہے :

" وَمَنْ قَالَ لَا أَدْرِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهُمْ كَانَ إِنْسِيًّا أَوْ جِنِّيًّا يَكْفُرُ "۔

کہ " جس نے کہا ، خدا جانے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انسان تھے یا جن ؟ وہ کافر ہو گیا !"

۱۲۔ علامہ شامی حنفی فرماتے ہیں ،

" وَحَاصِلُهُ أَنَّهُ قَسَّمَ الْبَشَرَ إِلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ خَوَاصٍّ فَوْقَ الْأَنْبِيَاءِ " (حاشیہ درمختار)

کہ "اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس نے بشر کی تین قسمیں بیان کی ہیں، ان میں سے ایک قسم خاص انبیاءؑ کی ہے"!

۱۳۔ امام زرقانی نے مواہب لدنیہ ص۱۲۴ ج ۳ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی میں ایک نام "بشر" بھی لکھا ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت باب ہفتم میں بھی اسی طرح لکھا ہے!

مولانا احمد رضا خاں صاحب اور مفتی نعیم الدین صاحب مراد آبادی:

آخر میں ہم بریلویوں کے پیر و مرشد اور عالم مولوی احمد رضا خاں بریلوی نیز مفتی نعیم الدین صاحب مراد آبادی کے اقوال پیش کر کے فیصلہ احباب پر چھوڑتے ہیں:

" وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ" (پ ۱۴، سورہ نحل ۴۳)

" اور ہم نے تجھ سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جن کی طرف ہم وحی کرتے ہیں" (ترجمہ، مولانا احمد رضا خاں صاحب)

اس کے حاشیہ میں مفتی نعیم الدین صاحب لکھتے ہیں:

" شانِ نزول: یہ آیت مشرکین مکہ کے جواب میں نازل ہوئی جنھوں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اس طرح انکار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے برتر ہے کہ وہ کسی بشر کو رسول بنائے۔ انہیں بتایا گیا، کہ سنتِ الٰہی اسی طرح جاری ہے۔ ہمیشہ اس نے انسانوں میں سے مردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا ہے"!

" اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ۵" (پ ۱۷، الحج ۵)

" البتہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے ۹" (ترجمہ احمد رضا خاں)

اور حاشیہ میں مفتی صاحب لکھتے ہیں:

" ۸ مثل جبرائیلؑ و میکائیلؑ"

" ۹ مثل حضرت ابراہیمؑ و حضرت عیسیٰؑ اور حضرت سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم"!

ان حواشی کے بعد وہ لکھتے ہیں:

" شانِ نزول: یہ آیت ان کفار کے رد میں نازل ہوئی ہے جنھوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ بشر کیسے رسول ہو سکتا ہے"

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اللہ جسے چاہے اپنا رسول بنائے۔ وہ انسانوں سے بھی رسول بناتا ہے اور ملائکہ میں سے بھی' جسے چاہے!"

۳۔ "فَقَالُوا أَبَشَرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا" (پ ۲۸ سورہ تغابن ۶)

"تو بولے، کیا آدمی ہمیں راہ بتائیں گے؟ تو کافر ہوئے!" (ترجمہ احمد رضا خاں صاحب)

اور حاشیہ پر مفتی صاحب لکھتے ہیں:

"یعنی انہوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا اور یہ کمال بے عقلی اور نافہمی ہے!۔ پھر بشر کا رسول ہونا تو نہ مانا اور پتھر کا خدا ہونا تسلیم کر لیا!"

نیز مفتی صاحب اپنی مشہور کتاب "کتاب العقائد" میں لکھتے ہیں:

"نبوت کا بیان: اللہ تعالیٰ نے خلق کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے واسطے بھیجا ان کو نبی کہتے ہیں۔ انبیاء وہ بشر ہیں جن کے پاس وحی آتی ہے!"

دوستو! آپ قال اللہ اور قال الرسول کو تو جانے دیجئے، کم از کم اپنے بزرگوں کی بات ہی مان لیجیے، ورنہ ان کا نام لینا بھی چھوڑ دیجئے، ——— اور یا پھر تسلیم کر لیجئے کہ ؏

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے!

حضرت مجدد الف ثانی کا نظریۂ بشریت: مجدد صاحب کے بارے میں مستقل عنوان قائم کرنے کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ مجدد صاحب اہلِ علم بھی ہیں اور اہلِ دل بھی۔ گویا کہ شریعت اور طریقت کے جامع ہیں اور دوسرے یہ کہ ہماری اس تحریر کے اصل محرک اپنے آپ کو "مجددیہ" کہلواتے اور لکھواتے ہیں —— اس نسبت پر نہ صرف انہیں فخر ہے بلکہ وہ ڈنکے کی چوٹ اس کا اظہار بھی کرتے ہیں اور ہم بھی مجدد صاحب کو مجدد الف ثانی تسلیم کرتے ہوئے ان ہی کو اس مسئلہ میں ثالث تسلیم کرتے ہیں۔ امید ہے کہ وہ بھی اس پیشکش کو منظور کریں گے۔

مجدد صاحب کے جو مکتوب اس وقت تک منظرِ عام پر آتے ہیں، ان کا جو حضرات مطالعہ کر چکے ہیں، وہ ہمارے اس بیان کی تائید فرمائیں گے کہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بالخصوص ہمارے رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کی بشریت کے بارہ میں آپ کا نظریہ دوٹوک اور نہایت واضح ہے۔ آپ اپنے ایک مکتوب گرامی میں

شیخ فرید کو لکھتے ہیں :

"کلمہ دیگر کہ مخصوص بایں بزرگواراں (انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام) است ایں است کہ خود را بشر میدانند مثل سائر مردم!" (دفتر اول مکتوب ۶۳ در بیان آنکہ در اصول دین متفق اند و مختلف در فروع دیں اند)

یعنی " ان بزرگوں (انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام) کا دوسرا مخصوص کلمہ یہ ہے کہ وہ دوسرے لوگوں کی طرح اپنے آپ کو بشر جانتے ہیں۔"

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ اس غلط فہمی کا بھی ازالہ کرتے ہیں کہ مانا سب بشر ہی سہی، تاہم نفس انسانیت میں تو آخر ان میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہونا چاہیے کیونکہ لوگ لوگ ہیں اور نبی نبی ——— چنانچہ آپ نے اپنے اس خط میں، جو حضرت خواجہ عبید اللہ کے نام تحریر فرمایا تھا، لکھتے ہیں کہ :

"نمی بینی کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والتسلیمات با عامہ در نفس انسانیت برابر اند و در حقیقت و ذات متحد، تفاضل باعتبار صفاتِ کاملہ آمدہ است و آنکہ صفاتِ کاملہ ندارد گویا ازاں خارج است، و از خصائص و فضائل آں نوع محروم باوجود ایں تفاوت در نفسِ انسانیت زیادتی و نقصان راہ نمی یابد و نمی تواں گفت کہ آں انسانیت قابل زیادتی و نقصان است!" (مکتوب ص ۲۶۶ دفتر اول در بیان بعضے از عقائد کلامیہ)

یعنی " کیا آپ نہیں دیکھتے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نفسِ انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں اور نوعی ماہیت اور ذات میں سب ایک ہیں۔ ایک دوسرے پر (اُن کو جو) برتری (حاصل ہے وہ) صفاتِ کاملہ کے اعتبار سے ہے اور جن میں یہ صفاتِ کاملہ نہیں ہیں، وہ گویا اس نوع سے خارج اور اس کے خصائص و فضائل سے محروم ہے اور اس تفاوتِ صفاتیہ کے باوجود نفسِ انسانیت میں کمی بیشی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور یہ کہنا ممکن نہیں رہتا کہ وہ انسانیت کمی بیشی کے قابل ہے!"

اس عبارت کو غور سے پڑھیے اور سوچیے! ہم ببانگِ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمیں مجدد صاحب کے اس نظریہ سے مکمل اتفاق ہے۔ پھر کیا آپ حضرات وہی فتویٰ مجدد صاحب پر بھی لگائیں گے جو آپ اکثر و بیشتر اپنے مخالفین پر لگاتے رہتے ہیں ——— یا "مجددیہ" نسبت رکھنے کی بناء پر اپنے عقائد پر بھی نظرِ ثانی کی زحمت گوارا فرمائیں گے؟ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت

کی توفیق نصیب فرمائے!

مجدد صاحب نے اس امر سے بھی بحث کی ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ملائکہ سے افضل کیوں ہیں؟ فرماتے ہیں، صرف اس لیے کہ وہ خاکی ہیں۔ اور خاک میں جو "جوہر نمو" ہے وہ نور کے لیے بھی قابلِ رشک ہے۔ چنانچہ خواجہ عبداللہ و خواجہ عبیداللہ کو لکھتے ہیں:

"نبوت و رسالت درجہ است نبی راکہ ملک باں نرسیدہ است و آں درجہ از راہِ عنصر خاک آمدہ است کہ مخصوص بہ بشر است!" (دفتر اول مکتوب ۲۲۵)

یعنی "نبوت و رسالت میں نبی کے لیے ایک ایسا درجہ مخصوص ہے کہ وہاں تک فرشتہ کی رسائی نہیں ہو سکتی اور وہ درجہ خاکی عنصر کی راہ سے آیا ہے جو صرف بشر سے مخصوص ہے۔"

باقی یہ وہم رہ جاتا ہے کہ نبوت اور رسالت سے سرفرازی کے بعد شائد ماہیت ہی تبدیل ہو جاتی ہو، مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بھی غلط ہے کیونکہ صفات و خصائصِ بشریت کا ارتفاع کسی بشر سے بھی ممکن نہیں۔ چنانچہ آپ مولانا حسن دہلوی کو اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ:

"و ارتفاع صفات بشریت بالکل در کلی ممکن نیست چہ در خواص و چہ در اخص خواص!" دفتر سوم مکتوب ۱۲۲ در بیان حقائق انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام)

اس کے بعد آپ نے یہ بتایا ہے کہ "صفاتِ بشریت کا ارتفاع ہو جائے تو وہ ممکن نہ رہے بلکہ واجب ہو جائے"۔ "و آں محال عقلی و شرعی است!" (مکتوب مذکور) "اور یہ عقلاً و شرعاً محال ہے!"

گو سب انبیاء علیہم السلام میں ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی شامل ہیں، تاہم آپ نے حضورؐ کا الگ بھی ذکر فرمایا ہے۔ لکھتے ہیں:

"اے برادر، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باآں علو شان بشر بود و بداغ حدوث و امکان!" (مکتوب ۱۶۳، بنام میر محمد نعمان)

"اے بھائی، شان کی اس بلندی اور رفعت کے باوجود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر تھے!" — نیز حدوث و امکان سے بھی آپؐ متصف

تھے!"

مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے اپنی بشریت کا اعلان بھی کرایا ہے:

"حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ حبیبِ خود را صلی اللہ علیہ وسلم بہ آکد وجہ امر مے فرماید باظہار بشریت خود کما قال سبحانہ وتعالیٰ "قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ" و اتیان لفظ "مثلکم" از برائے تاکید بشریت است۔" (مکتوب ۱۶۳/۱

بنام محمد علی خان)

یعنی "اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشریت کے لیے بڑی تاکید فرمائی، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ "فرما دیجیے کہ میں تمہاری طرح کا بشر ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے"۔۔۔۔ "لفظ مثلکم بشریت کی تاکید کے لیے ہے"!

نیز آپ نے بشریت کو حضورؐ کے لیے ننگ یا کسرِ شان نہیں قرار دیا بلکہ اسے آپؐ کی شانِ عبدیت کے شایان بتایا ہے!" (دفتر سوم مکتوب ص ۱۲۲، ۲۲۹)

غور فرمائیے کہ کتاب وسنت کی ان صریح نصوص کے ہوتے ہوئے اور بزرگانِ دین کے ان واضح اقوال کے باوجود بھی بریلوی طبقہ کی طرف سے "آپؐ نور تھے اور آپؐ کا سایہ نہیں تھا" کے دلائل ڈھونڈنا اور ان کے لیے تاویلات کی ایسی پٹاری کھول بیٹھنا کہ جس کا سر ہو نہ پیر، کیا ڈھٹائی کی انتہا نہیں ہے؟ یہ بوالعجبیاں انہی کو مبارک ہوں جو ہر معاملہ میں پیٹ کے نقطۂ نظر سے سوچنے کے عادی ہو چکے ہیں، جو ہر معقول بات سے روگردانی کو اپنا شیوہ بنا چکے اور ہر نامعقول بات کو "معرفت" کے حسین پردوں میں چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اہلِ حق کا یہ شیوہ نہیں ہے۔

یہ حضرات نہیں سوچتے کہ قرآنِ مجید کی واضح نصوص اور احادیث کے صاف الفاظ سے اعراض کر کے انہوں نے کتنی بڑی جسارت کی ہے کہ روزِ حشر اس کے لیے خدا تعالیٰ کے حضور انہیں جواب دہ بھی ہونا پڑے گا۔ لہٰذا ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ یہ حضرات اپنے معتقدین پر اور خود اپنے آپ پر بھی رحم فرماتے ہوئے ان بھول بھلیوں سے نکلنے کی کوشش کریں جنھوں نے دینِ اسلام کی عظمتوں کو گہنا دیا ہے!